طبِ جسمانی و طبِ رُوحانی

مجرّبات امامِ غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مصنّفہ

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی

ترجمہ

مولانا سیّد حافظ یاسین علی حسنی نظامی

الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب
غزنی سٹریٹ ○ اُردو بازار
لاہور

طِبِّ جسمانی وطبِّ رُوحانی

مجرّباتِ امامِ غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ

مصنّفہ

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمّد بن محمّد بن محمّد الغزالی

ترجمہ

مولانا سیّد حافظ یاسین علی حسنی نظامی

الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب
غزنی سٹریٹ ۔ اُردو بازار لاہور

کوثر بک ڈپو لالہ موسیٰ

نام کتاب . . . . . مجرّبات امام غزالیؒ

مصنف . . . . . امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر . . . . الفیصل پبلشنگ کمپنی لاہور

مطبع . . . . . . سندھ ساگر پرنٹرز لاہور

طبع . . . . . . اوّل ۱۹۸۳

قیمت . . . . . . مجلّد روپے

غیر مجلّد -/۶۵ روپے

لوگ خیال کرتے ہیں کہ بچہ رحم سے نکل کر پیدا ہوتا ہے۔ اور رُوح کے نکلنے سے مرجاتا ہے حالانکہ درحقیقت رحم سے نکل کر انسان سوجاتا ہے۔ اور دُنیا سے سفر کرنے کے وقت بیدار ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ لوگ دنیا میں سوتے ہیں جس وقت مرتے ہیں۔ اُس وقت بیدار ہوتے ہیں +

نطفہ جب رحم میں کامل ہوتا ہے اور تمام آفات سے سلامت رہ کر اعضاء پُورے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور نفس کی قوت مکمل ہو جاتی ہے۔ اُس وقت وہ عُمدہ اور صحیح و کامل جنین ہوتا ہے خوبیوں اور حسنات کے قبول کرنے والا + اور اگر اس کے برخلاف واقع ہوا ہے۔ تو جنین حقیر وضعیف بیمار برائیوں کا قبول کرنے والا ہوگا + یہی حال بعینہ روح کا ہے۔ کہ رحم سے پیدا ہونے کے بعد وفات تک اگر اُس نے اپنی عُمر طلب معارف اور تحصیل عُلوم عقلیہ میں صرف کی ہے۔ اور عمدہ رُوحانی غذاؤں سے نفس کو پرورش کیا ہے پس بدن سے مفارقت کے بعد یہ رُوح سعید صحیح مقبول اور کامل ہوگی۔ اور اگر اُس نے اپنی عُمر کو طلب لذات میں صرف کیا ہے۔ اور خبیثات ہی کو غذا ٹھہرایا ہے۔ تب یہ مرنے کے بعد بدبخت مریض۔ مردود اور ناقص ہوگا۔ کیونکہ انسان کی موت اُسی حالت پر واقع ہوتی ہے جس پر اُس نے زندگانی بسر کی ہے۔ اور جس حالت پر مرا ہے۔ اُسی پر اُس کا حشر ہوگا +

اعضاء انسانی اگر رحم میں آفات سے سلامت رہے ہیں۔ تو دُنیا میں بھی سالم ہونگے اور اگر شاذونادر کوئی آفت کسی ستارہ کی منحوس تاثیر سے پہنچ گئی تو وہ خارج عن الذکر ہے۔ اغلب ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب بچہ آفات ظاہری اور نقص اعضاء سے محفوظ رہا۔ تب وہ اچھی سلامت کی زندگانی بسر کرتا ہے۔ اسی طرح روح اگر بدن یا دنیا میں گناہوں اور جہل و اکاذیب سے محفوظ رہی تو ضرور ہی آخرت میں بدن سے جُدا ہونے کے بعد تمام رذائل و عقوبات سے محفوظ رہیگی +

اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک روح تمام عمر اکتساب اعمال خیر میں مصروف رہے۔ اور آخری وقت کوئی ایسا بُرا فعل سرزد ہو جو اُس کے واسطے آفت اور عذاب کا موجب ہو۔

کا روح پھونکنا صرف اُس کا فرمان اور حکم ہے +

اللہ تعالیٰ نے کل موجودات کو اختلاف کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اور روح انسانی کی اضافت اپنی ذات عالی کی طرف فرمائی ہے چنانچہ آدم علیہ السلام کے حق میں فرماتا ہے۔ سَوَّيْتُهٗ یعنے میں نے آدم کے قالب کو ترکیب دے کر قابل اور مستعد بنایا۔ ثُمَّ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ۔ پھر میں نے اُس میں اپنی روح پھونکی۔ چنانچہ روح انسانی کو اپنی صفات اور کمال ذات کی طرف منسوب فرمایا ہے۔ اور اس اضافت سے مراد یہ ہے۔ کہ عاقل اس بات کو معلوم کرے کہ روح بدن سے جدا ہونے کے بعد مرتی نہیں ہے۔ اگر یہ شخص زندگانی میں نیک ہے تو موت کے بعد بھی نیک رہیگا۔ اور اگر زندگانی میں مشرک اور جاہل تھا تو موت کے بعد بھی شقی ہے۔ اور بدبخت اور مستوجب عذاب ہوگا +

موت صرف روح کا بدن سے جدا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ آدم کی پیدائش سے فرشتوں پر فخر فرماتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اُس کی پیدائش میں اپنی لطائف صنعت اور عجائب حکمتوں کا اظہار فرمایا ہے۔ اور اس کی ترکیب کی سات قسمیں مقرر فرمائی ہیں۔ سلالہ۔ نطفہ۔ علقہ۔ مضغہ۔ عظم۔ لحم۔ جلد۔ اس کے بعد انشاءِ ثانی ہے۔ اور ان اقسام سبعہ میں سے ہر تقسیم کواکب سبعہ میں سے ایک ایک سیارہ سے متعلق ہے۔ چنانچہ کتاب قدیم میں آسمان وزمین کی پیدائش کا ذکر فرما کر سات لطائف میں اظہار ارواح اور ترکیب اجساد کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ فرماتا ہے اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ یعنی بیشک تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز کے اندر پیدا کیا ہے۔ پس یہ بیان اوّل سلالہ سے آخر لحم تک کا ہے۔ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ۔ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ۔ ثُمَّ جَعَلْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا۔ یعنی بیشک ہم نے انسان کو خالص اور چننده مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر اُس کو نطفہ بنا کر رحم میں جگہ دی پھر نطفہ کو علقہ بنایا۔ پھر علقہ کو مضغہ بنایا پھر مضغہ کی ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہڈیوں کو گوشت پہنایا

پہلی آیت میں آسمان وزمین کے ذکر کے بعد فرماتا ہے۔ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

یعنی پھر خداوند تعالیٰ عرش پر قائم ہوا یعنی روح ناطق جسم کے ساتھ متصل ہوئی - اور فرماتا ہے۔ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ یعنی پھر ہم نے انسان کو دوسری پیدائش میں پیدا کیا۔ یعنی پیدا ہونے کے بعد حواس کا نشوونما ہوا پھر اللہ تعالیٰ صورت انسانی کے کامل طور سے پورا کرنے پر اپنی تعریف فرماتا ہے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ یعنی برکت والا ہے خدا بہتر پیدا کرنے والا۔ اور اُس کی معرفت اور ثنا انسان پر بھی واجب ہے جب کہ اُس نے انسان کی پیدائش پر اپنی آپ تعریف فرمائی - کیونکہ جب وہ اس صورت کو پیدا کرکے اپنی تعریف فرماتا ہے۔ پس اس صورت پر بھی لازم ہے کہ اپنے مصور کی تعریف کرے ۔ اور اس کی معرفت اور عبودیت بجالائے اور حواس کی عبودیت اور معرفت میں مشغول ہوگا۔ وہ اپنے عہدہ سے بری ہوگا - اور جو اپنی عمر کو لغویات میں تلف کریگا وہ قیامت کے روز بڑی بڑی حسرتیں دیکھے گا۔ اور ندامت کے دن سخت عذاب پائے گا۔

اور انہیں ساتوں مرتبوں کے ساتھ خداوند تعالیٰ نے تمہاری روح ناطقہ کے مرتبے بھی تم کو بتلا دیئے ہیں۔ کیونکہ نفس جب نطق پر قادر ہوتا ہے - اُس وقت سلالہ سے اور جب اُس نے اپنے صانع کو پہچانا اُس وقت وہ نطفہ ہوا - اور جب اُس نے صاحب کی عبادت کی اُس وقت وہ علقہ بنا اور جب اُسنے غیر سے روگردانی کی مضغہ بن گیا پھر جب خفیات حکمت پر مطلع ہوا عظم بن گیا۔ پھر جب اخلاقِ حمیدہ سے آراستہ ہوا - لحم (یعنی گوشت) اُس پر پہنایا گیا۔ پھر جب معرفت عقلیہ اُس پر غالب ہوئی اور نورانی جوہریت تمام پہنچی نشأۂ ثانیہ پیدا ہوئی۔ اور یہی وقت رحم بشریت سے اُس کے پیدا ہونے اور رفعت ملائکیت میں داخل ہونے کا ہے اور اس کی تربیت بھی اس وقت نہایت خالص اور عمدہ دودھ کے ساتھ ہوگی یعنی علم تحقیق سے - کیونکہ بچہ کثیف غذاؤں (غذائے الم) کا متحمل نہیں ہوتا ہے۔ ورضروریات ہے کہ یہ حالت دنیا کی زندگانی میں حاصل ہو جائے ۔ تاکہ کمال سعادت نصیب ہو۔

خلاصہ یہ کہ طالب دو ولادتوں کا ضرور محتاج ہے۔ ایک ولادت جسمانی کے پیدا ہونے کے بعد رحم مادر سے جس کے بعد کی غذا دودھ ہے۔ دوسری ولادت روح کی عقل کے ساتھ کامل ہونے کے بعد رحم طبیعت سے ہے۔ اور ولادت کے بعد کی غذا تحقیق کا دودھ

ہے جو پستان تخیل سے اترتا ہے۔ قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ یعنے ہر شخص نے اپنے پینے کی جگہ جان لی +

اِسی مضمون کی طرف کلمۃ الحق اور مسیح الخلق حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے فرماتے ہیں ملکوت سمٰوٰت میں وہی شخص داخل ہوگا جو دو مرتبہ پیدا ہوا ہے اور جو شخص رحم طبیعت اور مادر شہوات سے بدن کی موت سے پہلے پیدا نہیں ہوا ہے۔ وہ آخرت میں نہ درجہ پائیگا۔ نہ جنت میں اُس کو کوئی منزل ملے گی کیونکہ دنیا مزرعہ آخرت ہے۔

جس نے اپنی کھیتی میں کانٹے بوئے۔ وہ انگور نہیں کاٹنے کا۔

پس حقیقت میں سُلالہ آدم م کی خلقت ہے۔ اور نطفہ نوح م کی دعوت او علقہ ابراہیم کی رؤیت اور مُضغہ موسیٰ م کا استماع او عظم عیسےٰ کا زہد اور لحم پور جسد عرب قبیلہ اور نشاۃ ثانیہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ ہی کے اندر صورت انسانیہ پوری ہوئی ہے۔ اور اسی باعث سے حدیث قدسی میں خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ یعنی اے محمد اگر تم کو پیدا نہ کرتا تو افلاک بھی پیدا نہ کرتا وَلَمَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ اور البتہ جنت و دوزخ کو بھی پیدا نہ کرتا۔

معلوم ہو کر انسان جب اپنی پیدایش کی کیفیت معلوم کر کے تحصیل مہمات میں مشغول ہوگا عذاب الیم سے نجات پائیگا۔ اور جس وقت رحم بدن سے تولد ہوگا۔ خداوند تعالیٰ اُس کو شراب طہور رحیق مختوم سے پلائے گا۔ پس لازم ہے۔ کہ طبعی لذتوں میں انہماک اور قضاء شہوات میں اشتغال نہ رکھے تاکہ تیری روح بدن سے مفارقت اختیار کرنے کے بعد آتش دوزخ کی سوختگی میں مبتلا نہ کی جائے۔ اور سب سے بڑی شقاوت دیدار الٰہی سے محروم ہونا ہے اور سب سے بڑی سعادت اُس کی رضامندی اور نور لقا کا حاصل کرنا۔ کیوں کہ جس کو لقاء الٰہی حاصل ہوئی وہ ہمیشہ نعمت و لذت اور سعادت و فرحت کے ساتھ باقی ہوا اور جنت میں اُس کو اُنس اور روح و ریحان نصیب ہوگی۔ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ جب تک [illegible] اور یہ خدا تعالیٰ کی ایسی بخشش ہے۔ جو کبھی منقطع نہ ہوگی اور [illegible] نعمتیں ہیں۔ ایک سے ایک اعلےٰ ہے حد ہے۔ جو نہ

مقطوعہ ہیں نہ ممنوعہ اور عمدہ عمدہ بچھونے۔

اب تم یہ کوشش کرو کہ طبعی شہوات سے تمہاری موت کے وقت سے پہلے تمہارا تولد واقع ہوجائے۔ کیونکہ انسانی شرف یہی ہے کہ انسان روحانی شخص بن جائے۔ اور روح اور قلب کے ساتھ ایسا تصرف حاصل کرے کہ شیطانی قوت بالکل مغلوب ہو جائے۔

دوسری فصل بدن کی تشریح میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا[1] معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے انسان کو عالم کبیر کا ایک نمونہ بنایا ہے۔ اور دو قسموں میں اس کو منقسم فرمایا ہے۔ ایک نفس طاہر لطیف اور دوسرا جسم کثیف اور ان دونوں میں روح حیوانی کو وسیلہ قرار دیا ہے۔ جو ان دونوں کی حفاظت اور صلاحیت ارادۂ الٰہی سے قائم رکھتی ہے۔ جسم کی بنیاد دو قائموں یعنی دو ستونوں پر کی گئی ہے۔ جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور وہ دونوں پیر ہیں۔ اور دو پر اس کو دیئے گئے ہیں۔ جن سے یہ قبض و بسط اور لین دین کرتا ہے یعنی دونوں ہاتھ اور چند مخبر اس کے ماتحت کیے گئے ہیں۔ یعنی حواس خمسہ۔ یہ جسم بمنزلہ ایک آباد مکان کے ہے جس کے اندر یہ اخلاط اربعہ ہیں جو ارکان اربعہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ پہلی خلط بلغم ہے۔ یہ خون ہے جو ہنوز پختہ نہیں ہوا۔ دوسری خلط خون ہے یعنی وہ بلغم جو پختہ ہوگیا۔ تیسری خلط صفرا ہے۔ یعنی خون کی جھاگ یا کف۔ چوتھی خلط سودا ہے۔ یعنی خون کا تلچھٹ[2]۔ بدن کے تمام اعضا انہیں چاروں خلطوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہر عضو کو اس کا حصہ دیا جاتا ہے۔ اور ہڈیاں بدن میں مثل ستونوں کے ہیں۔ جن کو پٹھوں کی طنابوں سے مضبوط اور محفوظ کیا گیا ہے۔ اور رگیں بدن کی نہریں ہیں۔ ان میں خون جاری رہتا ہے۔ اور ہڈیوں کے جوڑوں کو عضلات سے ترکیب دی گئی ہے۔ اور اعصاب نے باندھ کر عروق سے ان کو برابر کر دیا ہے۔

---

[1] یعنی بیشک ہم نے پیدا کیا انسان کو مرکب نطفہ سے تاکہ اس کی آزمائش کریں۔ پھر اسی واسطے اس کو سننے والا اور دیکھنے والا بنایا۔ [2] یعنی تلچھٹ۔